ڈاکٹر عبد الرحمان عبد

مختلف احساسات کے اظہار پر قدرت رکھنے والا شاعر

جمیل عثمان

علامہ اقبال اپنی شہرہ آفاق نظم "پیری و مریدی" میں پیر_ رومی اور مرید_ ہندی کے درمیان دلچسپ مکالمہ لکھتے ہیں:

مرید_ ہندی:

علم و حکمت کا ملے کیوں کر سراغ؟
کس طرح ہاتھ آئے سوز و درد و داغ؟

پیر_ رومی:

علم و حکمت زاید از نان_ حلال
عشق و رقت آید از نان _ حلال

ایک اور مکالمے میں مرید_ ہندی پوچھتا ہے:

ہند میں اب نور ہے باقی نہ سوز
اہل_ دل اس دیس میں ہیں تیرہ روز

پیر_ رومی کا جواب ہے:

کارِ مرداں روشنی و گرمی است
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

ڈاکٹر عبد الرحمان عبد نے پیرِ رومی اور مریدِ ہندی، دونوں کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کیا ہے - ڈاکٹر صاحب نے جو علم و حکمت، عشق و رقت حاصل کی ہے وہ نانِ حلال کے ذریعہ حاصل کی ہے - اقبال ہندوستان میں اہلِ دل کی تیرہ روزی کا رونا روتے ہیں - افسوس کہ پاکستان بننے کے تین چوتھائی صدی گزرنے کے بعد بھی وہاں حیلہ و بے شرمی ہی ہے -

ڈاکٹر عبد الرحمان عبد نے اقبال اور رومی پر بہت کام کیا ہے - ایسا کام کہ وشمالی امریکہ میں شاید ہی کسی نے ایسا کام کیا ہو - اسٹیٹن آئی لینڈ کی مسجد میں وہ رومی کے افکار اور شاعری پر لکچر دیا کرتے تھے اس کی شاعری کا ترجمہ بیان کرتے تھے - اسی طرح اقبال کی شاعری کا انگریزی ترجمہ اور اس کی انگریزی میں تشریح کیا کرتے تھے - انکا لکچر سننے کے لئے دور دور سے لوگ آتے تھے - ڈاکٹر صاحب نے اقبال کے شکوہ اور جواب شکوہ کی طرز پر نظم بھی لکھی ہے جو ایک کتابچے کی شکل میں شایع ہوئی ہے -

ڈاکٹر صاحب کو فن نعت گوئی پر بھی ملکہ حاصل ہے - ان کی زیر نظر کتاب "شعلۂ محبت" سے لیا گیا نعت کے یہ دو اشعار دیکھیے:

ساری مخلوق میں فرش سے عرش تک
بول بالا ہے یا مصطفیٰ آپ کا اور

آپ کی ذات افضل ہے مخلوق میں
یعنی بعد از خدا مرتبہ آپ کا

ڈاکٹر صاحب کے دوسرے مصرعے میں گویا اس شہرۂ آفاق مصرعے کی باز گشت ہے: "بعد اس خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

ڈاکٹر عبد الرحمان اور شاعر عبد دو مختلف شخصیات ہیں - ڈاکٹر صاحب ایک سنجیدہ و متین طبیب ہیں - ایک دردمند دل رکھنے والے معالج ، پچھلی نصف صدی سے تندہی سے انسانیت کی خدمت میں مصروف - جبکہ عبد ایک شوخ و سنگ ، دل پھینک اور ہنستا مسکراتا شاعر ہے جس کے اشعار پڑھ کر اور سن کر دل میں گدگدی سی ہوتی ہے - مثلاً :

یہ جس غریب پہ ترچھی پڑی گیا جاں سے
نظر میں ڈال دی قدرت نے یہ ادا کیسی اور

ذرا سی بات کے بننے لگے فسانے کیوں
وہ بات بات خفا ہو رہے ہیں جانے کیوں

اور یہ شعر دیکھیے

یہاں بارہا مری جان پہ کئی آئے طوفاں گزر گئے
مگر اک بلا غم_ عشق کی، یہ بلا جو آئی، ٹلی نہیں

ڈاکٹر صاحب کبھی امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے - کہتے ہیں:

کتنی بھی اندھیری ہو کٹ جاتی ہے رات آخر
سو رنج ہو سینے میں، ہونٹوں پہ ہنسی رکھنا

کہتے ہیں کہ عمر بڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا - دل جوان ہونا چاہیے - اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس شعر میں اس خیال کی کیا ہی اچھی ترجمانی کی ہے:

ہم بڑھاپے میں بھی آمادہ ہیں اس پہ ہر دم
لوگ الفت کو جوانی کی خطا کہتے ہیں

ایک غزل ہے ڈاکٹر صاحب کی، جس کی ردیف "پہ" ہے ، یعنی پ + ہ

رنگ سازش کا چڑھا جب تلخی حالات پہ
عمر بھر کی دوستی ٹوٹی ذرا سی بات پہ

اگر ردیف "پہ" کی بجائے "پر" ہو جائے تو زیادہ اچھا ہو -

رنگ سازش کا چڑھا جب تلخی حالات پر
عمر بھر کی دوستی ٹوٹی ذرا سی بات پر